السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کسی کو شہید کہنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کسی کو شہید کہنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

۔ اسے وصف کے ساتھ مقید کیا جائے، مثلاً: یوں کہا جائے کہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے رستے میں مارا جائے وہ شہید ہے، یا جو اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے، یا جو طاعون کے مرض سے فوت ہو جائے وہ ۱ شہید ہے، تو اس طرح کہنا جائز ہے جیسا کہ نصوص میں آیا ہے کیونکہ آپ تو اس بات کی شہادت دے رہے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ ہمارے یہ کہنے کہ ''یہ جائز ہے'' کا مطلب یہ کہ ایسا کہنا ممنوع نہیں ہے حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کی تصدیق کرتے ہوئے ایسی شہادت دینا تو واجب ہے۔

۔ شہادت کو کسی معین شخص کے ساتھ مقید کیا جائے، مثلاً: آپ کسی معین شخص کے بارے میں یہ کہیں کہ وہ شہید ہے تو یہ جائز نہیں، سوائے اس کے جس کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شہادت دی ہو یا جس ۲ کی شہادت پر امت کا اتفاق ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس بات کا عنوان اس طرح قائم کیا ہے: (باب لا یقال فلان شہید) ''یہ نہ کہا جائے کہ فلاں شہید ہے'' اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس بات کے تحت لکھا ہے، یعنی کسی معین شخص کے بارے میں قطعی طور پر یہ نہ کہا جائے الا یہ کہ وحی کے ذریعے سے ایسا معلوم ہو جائے۔ انہوں نے گویا اپنے اس قول سے حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ تم اپنے غزوات میں کہتے ہو کہ فلاں شہید ہے، فلاں شہادت کی موت مرا ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ سواری سے گر کر مرا ہو، لہٰذا تم اس طرح نہ کہا کرو بلکہ یہ کہا کرو جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے رستے میں فوت ہو یا قتل ہو وہ شہید ہے۔'' یہ حدیث حسن ہے۔ امام احمد اور سعید بن منصور وغیرہ نے بطریق محمد بن سیرین اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (فتح الباری: ۶/۱۱۰)

کسی چیز کی شہادت اس کے بارے میں علم ہی کی بنیاد پر ہو سکتی ہے اور کسی انسان کے شہید ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس نے اس لیے لڑائی لڑی ہو تا کہ اللہ تعالیٰ کے کلمے کو سربلندی حاصل ہو جائے دراصل اس کا تعلق باطنی نیت سے ہے جسے معلوم کرنے کی کوئی کسوٹی نہیں۔ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

(مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ» (صحيح البخاري، الجهاد والسير، باب افضل الناس مومن مجاهد بنفسه وماله في سبيل الله، ح: ۲۷۸۷»

''اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال یہ ہے... اور یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کے راستے میں جہاد کرنے والا کون ہے؟''

اور فرمایا:

(وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لاَ يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وكلمه يثعب دما، اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ» (صحيح البخاري، الجهاد والسير، باب من يجرح في سبيل الله عزوجل، ح: ۲۸۰۳»

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جسے اللہ تعالیٰ کے رستے میں زخم لگے... اور یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کے رستے میں کسے زخم لگتا ہے... وہ روز قیامت اس طرح آئے گا کہ اس کے زخم سے خون رس رہا ہو گا اس کا رنگ خون کا رنگ ہو گا اور خوشبو کستوری کی خوشبو ہو گی۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ان دونوں حدیثوں کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت فرمایا ہے۔ جو شخص بظاہر نیک ہو، اس کے لیے ہم یہ امید کر سکتے ہیں، مگر اس کے بارے میں یہ گواہی دے سکتے ہیں نہ اس کے بارے میں کوئی بدگمانی کر سکتے ہیں۔ امید ان دونوں مرتبوں کے درمیان کا ایک مرتبہ ہے۔ ہاں! ایسے شخص کے بارے میں دنیا میں معاملہ احکام شہداء کے مطابق کیا جائے گا، یعنی اگر وہ اللہ تعالیٰ کے رستے میں جہاد کرتے ہوئے قتل ہوا ہو تو اسے اس کے خون آلود کپڑوں میں دفن کیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی اور اگر اس کا تعلق دوسرے شہداء سے ہو تو پھر اسے غسل اور کفن دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ اگر کسی معین شخص کے بارے میں ہم یہ شہادت دیں کہ وہ شہید ہے تو اس شہادت سے یہ لازم آتا ہے کہ ہم اس کے جنتی ہونے کی شہادت دے رہے ہیں اور یہ بات اہل سنت کے مذہب کے خلاف ہے کہ ہم کسی کے قطعی جنتی ہونے کی شہادت دیں شرعاً ہمارے لئے اس کا جواز نہیں سوائے اس کے جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصف بیان کر کے یا شخصی طور پر اس کا تعین فرما کر شہادت دی ہو۔ کچھ لوگوں نے ایسے شخص کے بارے میں شہادت دینے کو بھی جائز قرار دیا ہے جس کی تعریف پر امت کا اتفاق ہو۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ نص یا اتفاق امت کے بغیر کسی معین شخص کے شہید ہونے کی شہادت دینا جائز نہیں، البتہ جو شخص بظاہر نیک ہو تو اس کے لیے ایسی امید کی جا سکتی ہے جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا گیا ہے دراصل اس کی منقبت کے لیے یہی کافی ہے اور اس کی شہادت کا علم تو اس کے خالق ومالک سبحانہ وتعالیٰ ہی کے پاس ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ ارکان اسلام]

عقائد کے مسائل : صفحہ183

[محدث فتویٰ]